© rasailojaraid.com

ڈاکٹر محمد حمید اللہ

(فرانسیسی مترجم قرآن کریم)

عالم اسلام کے منفرد محقق اور سیرت نگار

تحریر: مجاہد الحسینی (فیصل آباد)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

نَرفَعُ دَرَجَاتٍ مَّن نَشآءُ وَ فَوقَ کُلِّ ذِی عِلمٍ عَلِیمٌ (یوسف:۷۶)

ہم جس کے چاہتے ہیں درجات بلند کردیتے ہیں اور ہر صاحب علم پر دوسرا اہل علم فوقیت رکھتا ہے (سورہ یوسف:۷۶).

اللہ تعالیٰ نے جن شخصیات کو عبقری صلاحیتوں اور علم وادراک کے منفردانہ محاسن اور اوصاف حمیدہ سے خوب نوازا ہے ان میں ڈاکٹر حمید اللہ کی شخصیت ممتاز وسرفراز نظر آتی ہے، ان کے منفردانہ اور زریں کارناموں میں حضور محسن انسانیت حضرت محمد ﷺ کی سیرت طیبہ سے متعلق بعض ایسی علمی و تحقیقی معلومات ہیں جو قبل ازیں سیرت نگار حضرات کا خصوصی موضوع نہیں بن سکی تھیں اور وہ حضور سید المرسلین ﷺ کے مکتوبات اقدس کی دریافت، بازیابی، اور مختلف زبانوں میں طباعت واشاعت کا اہتمام ہے۔ یہ وہ مکاتیب الرسول علیہ الصلوۃ والسلام ہیں جو آپؐ نے دنیا کے مختلف حکمرانوں اور قبائلی سرداروں کے نام ارسال کیے تھے۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے اپنی کتاب ''رسولؐ اللہ کی سیاسی زندگی'' میں ان مکتوبات گرامی کی تعداد دواڑھائی سو بتائی ہے۔ اور جو مکتوبات انہیں دستیاب ہوئے ہیں، ان میں سے ہر ایک کی تلاش اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دستیابی کا پس منظر بھی واضح کیا ہے۔ ان میں سے نجاشی شاہ حبشہ کے نام مکتوب اقدس کی بابت اس کا سائز اور مہر مبارک کے علاوہ سترہ سطروں کا بھی تذکرہ ہے۔ اس نامۂ مبارک کا رنگ کھجور کی مانند سرخ ہے اور اسے دمشق میں کسی شخص نے ۱۹۳۸ء میں حبشہ کے ایک پادری سے خرید کیا تھا۔ اسی طرح مصر کے شاہ مقوقس کے نام جو مکتوب نبویؐ ارسال ہوا تھا اس کی بابت ڈاکٹر صاحب نے لکھا ہے کہ اصلی خط موسیو بارتل می نے سلطان عبدالحمید خاں اوّل کے ہاتھ تین سو (۳۰۰) اشرفی میں فروخت کر دیا؛ پھر یہ خط تبرکات نبویؐ کے ساتھ قصر شاہی (ترکی) کے خزانے میں داخل ہو گیا، ''موسیو بےلس'' نے ژرنال آریاتیک'' میں اپنے مضمون کے ساتھ اس خط کا ایک چربہ (TRACEDECOPY) شائع کرایا پھر ۱۹۰۴ میں (جرجی زیدان) نے اپنے ماہوار رسالے الھلال قاہرہ میں اس کی استانبول سے حاصل کردہ نقل کا فوٹو شائع کیا تھا۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے مقوقس عظیم القبط کے نام رسول اللہ ﷺ کے مکتوب اقدس کی دستیابی کے سلسلے میں توضیحات پر معذرت کے بعد قاہرہ میں مقیم ایک نوجوان فرانسیسی مستشرق ''موسیو بارتل می'' کے حوالے سے لکھا ہے کہ وہ عربی کے جتنے بڑے، ماہر ہیں اتنے ہی زیادہ منکسر المزاج بھی ہیں، وہ کچھ عرصے سے مصر کی قدیم زبان کا مطالعہ کرنے لگے ہیں اور خاص قبطی زبان کے مخطوطات تلاش کر رہے ہیں جو مصر کے تنہائی پسند راہبوں کے قبضے میں موجود ہیں، اور عہد سلف کے متعلق قیمتی آثار پر مشتمل ہیں۔ وہ ایک سفر میں اخمیم کے قریب ایک راہب خانے میں پہنچے اس راہب خانے میں ایک عربی مخطوط دستیاب ہوا جو صورت سے بہت معمولی نظر آتا تھا، اس کی جلد سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اصل میں کسی ایسی کتاب کے لیے تیار کی گئی تھی جو خاصے بڑے حجم کی ہوگی یہ جلد کناروں سے خراب ہو گئی تھی اور اس کے اندر سے کچھ قبطی حروف دکھائی دے رہے تھے۔ ہمارے سیاح نے کوشش کی کہ اس پہلے ورق کو الگ کرے جو متعدد لکھے ہوئے اوراق کو لپٹا ہوا معلوم ہوتا تھا، چنانچہ جب احتیاط کے ساتھ اسے علیحدہ کیا گیا تو فی الحقیقت اندر سے کوئی دس اوراق برآمد ہوئے جن پر قدیم قبطی زبان میں انجیل لکھی ہوئی تھی ان اوراق کو اس غرض سے جوڑ دیا گیا تھا کہ ایک مضبوط مقوے کا پٹھا بل جائے''۔

اس سے آگے طوالت تحریر پر معذرت پیش کرنے کے بعد لکھا ہے:

''چنانچہ موسیو' بارتل می'' نے دونوں پہلوؤں سے ان قبطی اوراق کو یکے بعد دیگرے جدا کیا جو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کتاب کی جلد کے داخلی حصے (Paroze) پر مشتمل تھے، اس پر انہیں اوراق کے اندر بیچ میں دونوں پہلوؤں پر چمٹا ہوا کھال یا جھلی (Parchemin) کا ایک ٹکڑا نظر آیا، جسے کیڑوں نے دو جگہ سے چاٹ دیا تھا، موسیو بارتل می کو اس پر کوفی خط میں کچھ عربی حروف سے نظر آئے۔ ہزار کوشش کے بعد انہوں نے لفظ ''محمدؐ'' کو پڑھ لینے میں کامیابی حاصل کی۔ اب اس میں کوئی شبہ نہ رہا کہ یہ دستاویز خاص دلچسپی کی حامل ہے اس لیے انہوں نے جتنی احتیاط ممکن تھی برت کر اس کھال کو پوری طرح علیحدہ کرنے کی کوشش کی، چاہے وہ کتنی ہی کوشش کرتے، مگر وہ اسے بھگونے اور نم کرنے پر مجبور تھے۔ اس کارروائی میں چند الفاظ جو پہلے ہی مٹ چلے تھے پوری طرح غائب ہوگئے۔ اس کے بعد متعدد لوگوں کی مدد سے اس تحریر کو پڑھنے اور عربی تاریخوں سے اس متن کو برآمد کرنے کا ذکر ہے، (رسول اللہ کی سیاسی زندگی، ص ۱۳۵-۱۳۶)۔

یہاں اس پہلو کو خصوصی توجہ کا مرکز بنانے کی ضرورت ہے کہ حضور خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ کے مکتوبات اقدس یہودی وعیسائی راہبوں اور پادریوں کے قبضے میں کیسے آئے؟ نا معلوم حالیہ سقوط بغداد کے بعد امریکی امداد سے کتنے عیسائی مشنری بغداد کے عجائب گھر سے امت مسلمہ کا کتنا قیمتی اثاثہ اور نوادرات لوٹ کر لے گئے ہوں گے (**فاعتبروا یا اولی الالباب**)۔

دیگر مکتوبات الرسول ﷺ

ڈاکٹر حمید اللہ نے حضور محسن انسانیت ﷺ کے دیگر مکتوبات اقدس جو قیصر روم ہرقل، شاہ ایران خسرو پرویز، حکمران بحرین منذر بن ساوی اور عبد، عبید اور دیگر حکمرانوں اور سرداروں کے نام ارسال کئے گئے تھے ان کی دستیابی کا پس منظر اور ان حکمرانوں کے تعارف کے علاوہ ان مکتوبات گرامی کے بارے میں غیر مسلموں کے اعتراضات کا بھی تاریخی حقائق کی روشنی میں جواب دیا ہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر حمید اللہ کی معرکہ آراء تصنیف ''الوثائق السیاسیہ'' خصوصی طور پر قابل ذکر اور لائق مطالعہ ہے، اس میں مکاتیب الرسول ﷺ کی بابت معلومات اگرچہ منفردانہ حیثیت رکھتی ہیں لیکن اس موضوع کی تشنگی، ڈاکٹر صاحب کی علمی عظمت اور تحقیقی اہمیت کا اندازہ اس وقت فزوں تر ہوا، جب ۱۹۹۷ء میں سفر یمن کے دوران راقم الحروف کو صنعاء کی نامور اور عظیم دینی و علمی شخصیت الشیخ محمد بن علی الاکوع کی زیارت اور ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ میں نے ان کی خدمت میں قومی مقابلہ کتب سیرت میں اوّل صدارتی ایوارڈ یافتہ اپنی کتاب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سیرت وسفارت رسول اللہ ﷺ پیش کی تو کتاب کے مندرجات میں حضور سید المرسلین ﷺ کے رنگین مکتوبات اقدس دیکھ کر انہوں نے دریافت کیا کہ ڈاکٹر حمید اللہ فرانسیسی کی کتاب ''الوثائق السیاسیہ'' بھی مطالعہ میں آئی ہے؟ میں نے اثبات میں جواب دینے کے ساتھ ان سے اپنی تین ملاقاتوں کا بھی ذکر کیا تو اظہار مسرت کرتے ہوے انہوں نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کے مکاتیب اقدس کے حصول اور ان کی اشاعت کے سلسلے میں ڈاکٹر حمید اللہ نے جو مساعیٔ حسنہ انجام دی ہیں عالم اسلام میں ان کا کوئی ثانی نہیں ہے. کاش مکاتیب الرسول (ﷺ) کی تحقیق، حصول اور اشاعت کے سلسلے میں جو کام تشنۂ تکمیل رہ گیا ہے وہ عالم اسلام کے اہل علم وتحقیق پایۂ تکمیل کو پہنچانے کی سعادت حاصل کریں، پھر حضرت شیخ محمد بن علی الاکوع (مصنف کتب کثیرہ) نے مکاتیب الرسول ﷺ سے متعلق اپنی کتاب ''الوثائق السیاسیۃ ایمینہ'' اپنے دستخطوں کے ساتھ عطا فرمائی، جس میں حضرت رسول کریم ﷺ کے ڈیڑھ سو کے قریب ایسے مکتوبات گرامی ہیں، جو آپؐ نے یمن کے حکمران اور قبائلی سرداروں کے نام ارسال فرمائے تھے، جن کے ترجمے کی سعادت پانے کی کوشش ہے۔ بہرنوع، حضور سید الکونین ﷺ کے مکتوبات اقدس کی ہمہ جہت کثرت تعداد سے بآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ رسول انسانیت ؐ کا سیکرٹریٹ اور آپ کا انتظامی شعبہ کس قدر مستعد اور سرگرم عمل ہوگا، جب ''رسول کافة للناس'' کا پیغام رسالت پوری کائنات انسانی تک پہنچنے کی سعادت پانے کے لیے شب وروز ایک کیئے گئے ہوں گے۔

حضرت رسول اللہؐ کی سندھ میں تشریف آوری

مکاتیب الرسول ﷺ کی تحقیق، دستیابی اور اشاعت کے علاوہ ڈاکٹر حمید اللہ کی منفردانہ فراہم کردہ معلومات میں حضرت رسول انسانیت ﷺ کی سندھ کے علاقے میں تشریف آوری کا انکشاف بھی ہے، جو انہوں نے پاکستان کی مختلف یونی ورسٹیوں میں اپنے لیکچروں کے دوران جام شورو یونیورسٹی کے انسٹی ٹیوٹ آف سندھیالوجی میں کیا تھا کہ سرزمین سندھ کو حضور رسول آخر الزماں ﷺ کی قدم بوسی کا شرف بھی حاصل ہوا ہے.

اس سلسلے میں ڈاکٹر حمید اللہ نے تاریخی کتب کے حوالے سے قبل از نبوت حضرت رسول کریم ﷺ کے مختلف ممالک میں اسفار کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ مشہور مورخ ابن حبیبؒ نے اپنی کتاب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

''المحبر میں ، اسواق العرب فی الجاهلية'' کے زیر عنوان ان تجارتی میلوں کا تذکرہ کیا ہے۔ان میں عرب کے مشرق میں '' دبا'' نامی مقام پر جو میلہ لگتا تھا اس میں سندھ، ھند، چین اور مشرق و مغرب کے تاجروں کی آمد ہوتی تھی، نیز ڈاکٹر صاحب نے ایک حدیث شریف کے حوالے سے یمنی وفد میں شامل افراد کو دیکھ کر حضور رسول کریم ﷺ کا یہ ارشاد کانھم رجال الھند گویا یہ ہندوستانیوں جیسے لوگ ہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ہندوستانی باشندوں کی ملاقات ہوئی ہوگی اور اس زمانے میں سندھ اور ہند الگ الگ مملکتیں تھیں، سندھ میں مشرقی عرب میں سے مسقط وعمان، بلوچستان اور بمبئی تک کا علاقہ شامل تھا، غرضیکہ ڈاکٹر حمید اللہ کے تحقیقی ، تاریخی اور جغرافیائی انکشافات اور نادر معلومات پر خصوصی طور سے تحقیق وتوضیح کی ضرورت ہے۔

ڈاکٹر حمید اللہ کے دادا ماجد حضرت مولانا قاضی صبغت اللہ بھی اپنے اسلاف کی طرح جید عالم دین اور نامور محقق تھے جو برصغیر کے جنوبی ہند کے علاقے میں اردو (ہندی) کے پہلے نثر نگار تسلیم کیے جاتے ہیں۔آپ کی تصانیف میں سے سیرت النبیؐ کی مشہور کتاب '' فوائد بدریہ'' خصوصاً قابل ذکر ہے۔ڈاکٹر حمید اللہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی، پھر مدرسہ دارالعلوم اور جامعہ نظامیہ میں انگریزی کا امتحان دے کر جامعہ عثمانیہ میں داخل ہوئے۔وہاں سے ایم اے، ایل ایل بی اور پی ایچ ڈی کی ڈگری پا کر جامعہ عثمانیہ میں لیکچرار مقرر ہوے۔بعد میں فرانس میں کام کرتے ہوے کئی ممالک (قاہرہ، انقرہ، کوالالمپور اور استنبول) میں لیکچر دے کر اپنی علمی و تحقیقی ندرت اور تفوق کا گہرا اثر چھوڑا۔ڈاکٹر حمید اللہ نے دو سے زائد علمی و تحقیقی کتب تصنیف کر کے اہل علم و تحقیق سے داد حاصل کی اور کئی زبانوں ، اردو، عربی، انگریزی، فرانسیسی، جرمن، چینی، روسی، وغیرہ میں ان کتابوں کے کئی کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

ڈاکٹر حمید اللہ نے قرآن کریم کا فرانسیسی زبان میں ترجمہ شائع کرنے کی سعادت حاصل کی، اور ڈاکٹر حمید اللہ ہی کو پوری دنیائے اسلام میں یہ شرف واعزاز حاصل ہے کہ صحیفہ ہمام بن منبہؒ جو کہ ۵۸ھ سے پہلے کی تالیف ہے، اسے تلاش کر کے از سر نو اشاعت کا اہتمام کیا۔چنانچہ تدوین حدیث سے متعلق یہ تاریخ اسلام کی پہلی کتاب ۱۹۵۶ء میں حیدر آباد دکن سے، پھر ڈاکٹر صاحب کی خصوصی اجازت سے پاکستان کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ایک صاحب ذوق دینی وعلمی شخصیت جناب رشید اللہ یعقوب نے آرٹ پیپر پر نہایت خوشنما صورت میں شائع کر کے مفت تقسیم کی سعادت حاصل کی ہے۔

ڈاکٹر حمید اللہ کی گرانقدر تصانیف میں سیرت النبیؐ، عہد نبویؐ کا نظام حکمرانی، عہد نبویؐ کے میدان جنگ، رسولؐ اللہ کی سیاسی زندگی، الوثائق السیاسیہ (عربی) مطبوعہ قاہرہ اور دیگر بہت سی کتب اہل علم وتحقیق کے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ڈاکٹر حمید اللہ کی گرانقدر تصانیف کے علاوہ مختلف یونیورسٹیوں میں آپ کے لیکچرز بھی معلومات کا ایک نادر و نایاب ذخیرہ ہیں۔ ان کے چند لیکچرز خطبات بہاولپور'' کے زیر عنوان ضخیم کتابی صورت میں شائع ہو چکے ہیں البتہ ان کے مختلف تعلیمی اور نشریاتی اداروں میں دیے گئے معلومات افزا خطبات کتابی صورت میں شائع کر کے اکتساب فیض کا سامان عام کرنا چاہیے۔

نیز ڈاکٹر حمید اللہ کی مختلف زبانوں میں تصانیف، خصوصاً ان کے فرانسیسی زبان میں کیے گئے ترجمہ قرآن مجید کا اردو زبان میں ترجمے کا اہتمام کرنے کی سعادت حاصل کرنی چاہیے تاکہ پاکستانی اہل علم خاص طور پر اس سے استفادہ کر سکیں، نیز ڈاکٹر حمید اللہ کی جملہ کتب کی پاکستان میں بھی اشاعت کا اہتمام ہونا چاہیے۔

ڈاکٹر حمید اللہ کی شخصیت گوناگوں خوبیوں اور کمالات کا مجموعہ، علم وتحقیق کا بحر بیکراں، اور ندرت فکر ونظر کی آئینہ دار ذات گرامی تھی، بعمر ۹۸ برس ان کی وفات سے عالم اسلام ایک منفرد محقق، دانشور، اور علم وفضل کے مینارۂ نور سے محروم ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی دینی، علمی اور ملی خدمات کو شرفِ قبولیت عطا کرے! اور امت مسلمہ کو ان کی گرانقدر علمی کاوشوں سے استفادے اور ان کی نقش قدم پر چلنے کی سعادت سے نوازے۔ آمین۔

☆☆☆

© rasailojaraid.com